صحابیؓ کی تعریف

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

۱:......صحابی کی تعریف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک کیا تھی؟!

کیا اصطلاحی ''صحابیؓ'' کی جو تعریف کتبِ متداول میں منقول ہے کہ جس کی ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی ہو اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔کیا یہی تعریف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہؓ کے نزدیک بھی ثابت تھی؟

۲:...... اور مندرجہ ذیل نصوص (قرآنی آیات اور احادیث) میں کیا سب صحابہؓ شامل ہیں؟ (جنہوں نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا یا مختصر ملاقات ہی ہوئی ہو؟) یا ان قرآنی آیات اور احادیث میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین اصحاب ہی شامل ہیں، جنہوں نے آپ کی صحبت میں کافی وقت گزارا ہو؟

الف: ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.''

ب: ''حدثنا عثمان بن أبي شيبة، حدثنا جرير، عن الأعمش، عن أبي صالح عن أبي سعيد قال: كان بين خالد بن الوليد وبين عبد الرحمٰن بن عوف شيئ، فسبه خالد، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''لاتسبوا أحدا من أصحابي، فإن أحدكم لو أنفق مثل أحد ذهبا ما أدرک مد أحدهم ولا نصيفه.'' (صحیح مسلم، حدیث:۲۵۴۱)

ج: ''أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم .... عبد بن حميد في مسنده من طريق حمزة النصيبي عن نافع عن ابن عمرؓ: النجوم أمنة للسماء، فإذا ذهبت النجوم أتى السماء ما توعد وأنا أمنة لأصحابي ، فإذا ذهبت أتى أصحابي ما يوعدون وأصحابي أمنة لأمتي، فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي ما يوعدون.'' (صحیح مسلم، حدیث:۲۵۳۱)

د: ''حدثنا محمد بن يحي حدثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد حدثنا عبيدة بن أبي رائطة عن عبد الرحمٰن بن زياد عن عبد الله بن مغفل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''الله الله في أصحابي الله الله في أصحابي لاتتخذوهم غرضا بعدي ، فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم ومن آذاهم فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه. قال أبو عيسى: هٰذا حديث حسن غريب لانعرفه إلا من هٰذا الوجه.''

۳:......کیا کسی صحابیؓ (اصطلاح کے لحاظ سے جو متداول ہے) کے غلط عمل کا تذکرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کن شرائط کے ساتھ؟ المستفتی: شوکت

الجواب حامداً ومصلياً

۱:......واضح رہے کہ صحابیؓ کی متفقہ تعریف جو جمہور محدثین وفقہاء کے نزدیک معتبر ومستند ہے، وہ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ (متوفی:۸۵۲ھ) نے ذکر فرمائی ہے:

''وهو من لقي النبي صلى الله عليه وسلم مؤمنا به، ومات على الإسلام، ولو تخللت ردة في الأصح.'' (نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، تعریف الصحابیؓ، ص:۱۴۰، ط:مطبعۃ سفیر، ریاض)

''صحابیؓ وہ ہے جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملاقات ہوئی، اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی ہو۔''

قریب قریب یہی تعریف امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ اور امام نوویؒ سے بھی منقول ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ جس نے ایک دفعہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بحالتِ اسلام کی ہو، اس پر صحابیؓ کا اطلاق ہوگا، چنانچہ خطیب بغدادیؒ (متوفی:۴۶۳ھ) نقل کرتے ہیں:

''سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل قال: كل من صحبه سنة أو شهرا أو يوما أو ساعة أو رآه فهو من أصحابه، له من الصحبة على قدر ما صحبه ، وكانت سابقته معه، وسمع منه، ونظر إليه. قال محمد بن إسماعيل البخاري: ومن صحب النبي صلى الله عليه وسلم أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه.''

(الکفایۃ فی علم الروایۃ، باب القول فی معنی وصف الصحابیؓ، ج:۱،ص:۱۹۲، ط:مکتبۃ ابن عباسؓ)

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''اختلف في حد الصحابي، فالمعروف عند المحدثين أنه كل مسلم رأى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم.'' (التقریب والتیسیر، النوع التاسع والثلاثون معرفۃ الصحابۃؓ، ص:۹۲، ط: دار الکتاب العربی)

''صحابیؓ کی تعریف میں اختلاف رہا ہے، لیکن محدثین کے نزدیک مشہور ومعروف (اور متفق علیہ) تعریف یہ ہے کہ: صحابی ہر وہ مسلمان ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھا ہو۔''

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''حدثني محمد بن عبيد الله المالكي، أنه قرأ على القاضي أبي بكر محمد بن الطيب، قال: ''لاخلاف بين أهل اللغة في أن القول صحابي مشتق من الصحبة، وأنه ليس بمشتق من قدر منها مخصوص ، بل هو جار على كل من صحب غيره، قليلا كان أو كثيرا '' وكذلك يقال: صحبت فلانا حولا ودهرا وسنة وشهرا ويوما وساعة، ويوقع اسم المصاحبة بقليل ما يقع منها وكثيره، وذلك يوجب في حكم اللغة إجراء هذا على من صحب النبي صلی اللہ علیہ وسلم ولو ساعة من نهار.''

(الکفایۃ فی علم الروایۃ، باب القول فی معنی وصف الصحابیؓ، ج:۱، ص:۱۹۳-۱۹۴، ط: مکتبۃ ابن عباسؓ)

تاہم حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۳ھ) فرماتے ہیں:

''الصحابة لانعدهم إلا من أقام مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سنة أو سنتين، وغزا معه غزوة أو غزوتين.'' (الکفایۃ فی علم الروایۃ، باب القول فی معنی وصف الصحابیؓ، ج:۱، ص:۱۹۰-۱۹۱، ط: مکتبۃ ابن عباسؓ)

''صحابیؓ ہم اسی کو شمار کرتے ہیں جو سال، دو سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہوں، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک، دو غزوات میں شریک ہوئے ہوں۔''

خطیب بغدادیؒ نے حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرنے کے بعد ابن عمر واقدیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

''رأيت أهل العلم يقولون: كل من رأى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقد أدرك الحلم فأسلم وعقل أمر الدين ورضيه ، فهو عندنا ممن صحب النبي صلی اللہ علیہ وسلم ولو ساعة من نهار، ولكن أصحابه على طبقاتهم وتقدمهم في الإسلام.''

(الکفایۃ فی علم الروایۃ، باب القول فی معنی وصف الصحابیؓ، ج:۱، ص:۱۹۱، ط: مکتبۃ ابن عباسؓ)

''میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ: جس نے بلوغت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اسلام لے آیا اور اوامرِ دین کو سمجھا اور قبول کیا، وہ ہمارے نزدیک صحابی ہے، اگرچہ وہ ایک گھڑی کے لیے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو، تاہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے درجات اور مراتب مختلف اور متفاوت ہیں۔''

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی گئی تعریف کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

’’**فإن صح عنه فضعيف، فإن مقتضاه أن لايعد جرير البجلي رضي الله عنه وشبهه صحابيا ولاخلاف أنهم صحابة.**‘‘ (التقریب والتیسیر ، النوع التاسع والثلاثون معرفۃ الصحابۃؓ، ص:۹۲، ط: دار الکتاب العربی)

’’اگر اس کی نسبت ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ تک درست بھی ہو، تب بھی یہ قول ضعیف ہے، کیونکہ اس قول کی رو سے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر صحابہؓ (جو معمولی عرصے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے) صحابہؓ میں شمار نہیں ہوتے، حالانکہ ایسے صحابہؓ کے صحابہ ہونے پر اُمت کا اتفاق ہے۔‘‘

خلاصہ یہ کہ جمہور علماء کی رائے کے موافق ہر اس مسلمان کو صحابی کہا جائے گا جو ایک گھڑی کے لیے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہو، اور حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدینؓ اور دوسرے صحابہؓ میں سے) کسی اور سے صحابی کی تعریف اور دیگر اصطلاحی مباحث کے متعلق کوئی بات منقول نہیں ہے، کیونکہ ان تعریفات اور اصطلاحی مباحث کی ضرورت اس وقت پڑی جب حدیث کی تدوین کا کام شروع ہوا اور مالک بن انسؒ فرماتے ہیں:

’’سب سے پہلے حدیث کی تدوین کا کام ابن شہاب زہریؒ نے کیا۔‘‘

ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی۔ شرح علل الترمذی میں ہے:

’’**عن مالک بن أنس قال: أول من دون العلم ابن شهاب، يعنی الزهري.**‘‘

(شرح علل الترمذی، لابن رجب الحنبلی: کتاب الحدیث والتصنیف فیہ، ص:۳۴۲، ط: مکتبۃ المنار)

’’تقریب التہذیب‘‘ میں ہے:

’’**محمد بن مسلم بن عبيدالله بن عبدالله ابن شهاب ... الزهري... مات سنة خمس وعشرين.**‘‘ (تقریب التہذیب لابن حجرؒ، رقم: ۶۲۹۶، ص:۵۳۶، ط: دار المنہاج)

بالفاظِ دیگر یہ اصطلاحات اور تعریفات قرونِ اولیٰ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے) کے بعد کی وضع کردہ ہیں، قرونِ اولیٰ میں نہ ان کا وجود تھا اور نہ ان کی ضرورت تھی۔

۲:......قرآن و حدیث میں جہاں جہاں صحابہ کرامؓ کا تذکرہ آیا ہے اور اس جماعت کے فضائل بیان کیے گئے ہیں، وہاں تمام صحابہؓ بالعموم مراد ہیں، یعنی امت کے جمہور علماء کی رائے اور متفقہ فیصلے کی روشنی میں جو کوئی بھی صحابی کی تعریف میں داخل ہوتا ہے، وہ سب مراد ہیں، لہٰذا سوال میں مندرجہ نصوص میں تمام صحابہؓ بالعموم مراد ہیں، جیسا کہ خود نصوص کے الفاظ سے واضح ہے۔

تاہم جس طرح انبیاء علیہم السلام کے درجات اور مراتب میں فرق ہے اور مسلمانوں میں اعمال اور صفات کے لحاظ سے فرق ہے، اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم میں درجات کے لحاظ سے فرق ہے، چنانچہ چار

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا رتبہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بلند ہے۔ عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم جن کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نشست میں جنت کی خوشخبری دی ہے) کا مرتبہ ان کے علاوہ سے بڑھا ہوا ہے، جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے حبشہ اور مدینہ منورہ دونوں ہجرتیں کی تھیں، ان کو قرآن کریم میں سابقین اولین کہا گیا ہے، اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق: سابقین اولین وہ صحابہؓ ہیں جو بیعتِ رضوان میں شریک تھے۔ اسی طرح جو صحابہ رضی اللہ عنہم جنگِ بدر میں شریک تھے، ان کے خصوصی فضائل احادیث میں وارد ہیں کہ اہلِ بدر کے لیے جنت واجب ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی مغفرت فرما دی ہے۔

صلح حدیبیہ میں شریک ہونے والے صحابہؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم سے خلاصی کی بشارت سنائی، جن کی تعداد چودہ سو تھی، ان سب کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: ''آج تم لوگ ساری زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔'' اور جن صحابہؓ نے فتحِ مکہ سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قتال کیا، ان کا درجہ ان صحابہؓ سے بہت برتر و بالا ہے جو فتحِ مکہ کے بعد اسلام لائے اور یہ ناممکن ہے کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال کیا ہو اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مقابلہ کیا ہو وہ دونوں برابر اور ہم پلہ ہو جائیں!!!

خلاصہ یہ کہ صحابہؓ کے متعلق قرآن وحدیث کے تمام فضائل اگرچہ تمام صحابہؓ کو شامل ہیں، لیکن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مراتب کے فرق کی بنیاد پر نصوص میں مذکورہ فضائل اور اوصاف میں بھی تفاوت ہے۔ ابن عبدالراندلسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۴۶۳ھ) نقل فرماتے ہیں:

''قال اللّٰہ تعالٰی ذکرہٗ: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (الفتح: ۲۹) الآیة، فھٰذہ صفة من بادر إلٰی تصدیقه والإیمان به، وآزرہ ونصرہ (و لصق به) وصحبه، ولیس کذٰلک جمیع من رآہ ولاجمیع من آمن به، وستری منازلھم من الدین والإیمان، وفضائل ذوي الفضل والتقدم منھم، فاللّٰہ قد فضل بعض النبیین علی بعض، وکذٰلک سائر المسلمین، والحمد للّٰہ رب العٰلمین، وقال عزّوجلّ: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ (التوبة: ۱۰۰) الآیة. قال أبو عمر: أخبرنا ابن سیرین في قوله عزّ وجلّ: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ﴾ (التوبة: ۱۰۰) قال: ھم الذین صلوا القبلتین، وقال أحمد بن زھیر: قلت لسعید بن المسیب: مافرق بین المھاجرین الأولین والآخرین؟ قال: ھم الذین صلوا القبلتین. و... عن الشعبي قال: ھم الذین بایعوا بیعة الرضوان .... عن جابرؓ قال: جاء عبد لحاطب بن أبي بلتعة أحد بني

أسد يشتكي سيده ، فقال: يا رسول اللّٰه، ليدخلن حاطب النار. فقال له : كذبت لايدخلها أحد شهد بدرا أو الحديبية. قال أبوعمرؓ : قال اللّٰه سبحانه: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (الفتح:١٨) ومن رضي اللّٰه عنه لم يسخط عليه أبدا إن شاء اللّٰه، وقال رسول اللّٰه ﷺ: لن يلج النار أحد شهد بدرا أو الحديبية ...... عن أبي الزبير عن جابر بن عبد اللّٰه عن النبي ﷺ قال: لايدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة ...... أخبرنا سفيان عن عمرو قال: سمعت جابر بن عبد اللّٰه يقول: كنا يوم الحديبية ألفا وأربعمائة، فقال لنا رسول اللّٰه ﷺ : أنتم اليوم خير أهل الأرض ...... عن علي قال: بعثني رسول اللّٰه ﷺ وأبا مرثد والزبير بن العوام، وكلنا فارس، قال: انطلقوا حتى تاتوا روضة خاخ، فذكر الحديث في قصة حاطب، حتى بلغ إلى قول رسول اللّٰه ﷺ: أليس من أهل بدر! إن اللّٰه قد اطلع على أهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم، فقد وجبت لكم الجنة أو قد غفرت لكم. قال رسول اللّٰه ﷺ: إن أرأف أمتي بأمتي أبوبكر، وأقواها في أمر دين اللّٰه عمر، وأصدقها حياء عثمان، وأقضاها علي، وأقرؤها أبي، وأفرضها زيد، وأعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل، ولكل أمة أمين، وأمين هٰذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح ، قال أبوعمرؓ فضل رسول اللّٰه ﷺ جماعة من أصحابه بفضائل خص كل واحد منهم بفضيلة وسمه بها، وذكره فيها وهٰذا من معنى قول اللّٰه تعالىٰ : ﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ (٥٧: ١٠) ومحال أن يستوي من قاتله رسول اللّٰه ﷺ مع من قاتل عنه. وقال رسول اللّٰه ﷺ لبعض من لم يشهد بدرا. وقد رآه يمشى بين يدي أبي بكر تمشى بين يدي من هو خير منك؟ وهٰذا لأنه قد كان أعلمنا ذلك في الجملة لمن شهد بدرا والحديبية ولكل طبقة منهم منزلة معروفة وحال موصوفة.'' (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مقدمۃ المؤلف، ج:۱،ص:۲-۱۸، ط: دار الجبل، بیروت)

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صحابہؓ کو تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اس کی روشنی میں کسی بھی صحابی کو تکلیف پہنچانا نبی کریم ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچانا نبی کریم ﷺ کو اس قدر ناگوار گزرا کہ آپ ﷺ کا چہرے کا رنگ ہی تبدیل ہوگیا اور آپ نے شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ بخاری شریف میں ہے:

''عن أبي الدرداءؓ قال: كنت جالسا عند النبي ﷺ، إذ أقبل أبوبكر آخذاً بطرف ثوبه حتى أبدى عن ركبته، فقال النبي ﷺ: أما صاحبكم فقد غامر فسلم وقال: إني كان بيني وبين ابن الخطاب شيئ فأسرعت إليه ،ثم ندمت، فسألته أن يغفرلي

فأبى عليَّ، فأقبلت إليک، فقال: "يغفر الله لک يا أبابكر" ثلاثا، ثم إن عمرؓ ندم، فأتى منزل أبي بكرؓ ، فسأل : أثَمَّ أبوبكر؟ فقالوا: لا، فأتى إلى النبي صلى الله عليه وسلم فسلم، فجعل وجه النبي صلى الله عليه وسلم يتمعر ، حتى أشفق أبوبكر، فجثا على ركبتيه، فقال: يا رسول الله، والله أنا كنت أظلم، مرتين، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "إن الله بعثني إليكم، فقلتم: كذبت، وقال أبوبكر: صدق وواساني بنفسه وماله، فهل أنتم تاركوا لي صاحبي" مرتين فما أوذي بعدها.''

(کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ''لو كنت متخذا خليلا ''، رقم:۳۶۶۱، ج:۵،ص:۵، ط: دارطوق النجاۃ)

۳:......واضح رہے کہ صحابہؓ ایسی جماعت ہے جس کی صداقت، دیانت اور پاکیزگی کی گواہی خود حق تعالیٰ شانہٗ نے دی ہے، اور ان کو اپنی رضا کا پروانہ کتاب اللہ میں عطا کیا ہے، اور اس جماعت کے ہر فرد سے بالعموم جنت کا وعدہ کیا ہے۔

اور بیسیوں احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے مختلف افراد کو جنت کی بشارتیں سنائی ہیں، اور بالعموم سب کو قابلِ اقتداء قرار دیا ہے، نیز اس جماعت کے ہر فرد سے محبت کو ایمان کی علامت بتلایا ہے، اور ان سے بغض رکھنے اور برا بھلا کہنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے، اور ان سے بغض رکھنے کو براہِ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے بغض رکھنے کے برابر قرار دیا ہے۔

اسی لیے اُمتِ مسلمہ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ صحابہؓ سب کے سب امانت، دیانت اور سچائی کے پیکر تھے، یہ امت کا سب سے بہترین طبقہ ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لیے چنا تھا، اور خود قرآن میں ان کی تعریف فرمائی، ان کی نیک خصلتوں اور اچھی صفات کے تذکرے فرمائے ہیں اور ان کی کامیابی کا وعدہ فرمایا، نیز سرورِ کونین، صادق ومصدوق، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بھی ان کی سچائی اور دیانت پر مہرِ نبوی ثبت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ستائش اور تصدیق کے بعد اب اس طبقے کے معتبر اور معتمد ہونے کے لیے نہ کسی کی گواہی کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی کی تصدیق کی حاجت، لہٰذا یہ وہ طبقہ ہے جس سے اللہ راضی ہو چکا ہے، اور اگر ان میں سے کسی سے کوئی غلط عمل یا لغزش سرزد بھی ہوئی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما کر ان سب سے جنت کا وعدہ کرلیا ہے، لہٰذا ان کی کسی بھی غلطی یا لغزش کا تذکرہ بطورِ تنقیص، تحقیر یا تنقید قطعاً جائز نہیں ہے۔

اسی لیے صحابہؓ کے متعلق تمام علماء، محدثین، علماء جرح وتعدیل (یعنی محدثین کی وہ جماعت جو حدیث نقل کرنے والوں کو پرکھتے ہیں اور انتہائی باریک بینی سے ان کی جانچ پڑتال کرتے ہیں) اور فقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ:

''الصحابةؓ كلهم عدول.''

ترجمہ: ''صحابہؓ سب کے سب عادل اور معتبر ہیں۔''

(فتح الباری لابن حجر، ج:۲،ص:۱۸۱،ط: دارالمعرفۃ ۔عمدۃ القاری للعینیؒ، ج:۱،ص:۱۵۸،ط: داراحیاء التراث العربی)

علامہ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۰۸ھ) فرماتے ہیں:

''للصحابة بأسرهم خصيصة وهي: أنه لايسأل عن عدالة أحد منهم، بل ذلك أمر مفروغ منه، لكونهم على الإطلاق معدلين بنصوص الكتاب والسنة وإجماع من يعتد به في الإجماع من الأمة ...... ثم إن الأمة مجمعة على تعديل جميع الصحابة ومن لابس الفتن منهم: فكذلك بإجماع العلماء الذين يعتد بهم في الإجماع إحسانا للظن بهم ونظرا إلى ما تمهد لهم من المآثر وكان الله سبحانه وتعالىٰ أتاح الإجماع على ذلك لكونهم نقلة الشريعة. والله اعلم.''

(علوم الحدیث لابن الصلاح، النوع التاسع والثلاثون، معرفۃ الصحابہؓ، ص:۲۹۴-۲۹۵، ط: دارالفکر)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''كل حديث اتصل إسنادهٗ بين من رواه وبين النبي لم يلزم العمل به إلا بعد ثبوت عدالة رجاله، ويجب النظر في أحوالهم، سوى الصحابي الذى رفعه إلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لأن عدالة الصحابة ثابتة معلومة بتعديل الله لهم وإخباره عن طهارتهم، واختياره لهم في نص القرآن ..... في آيات يكثر إيرادها ويطول تعدادها، ووصف رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الصحابة مثل ذلك، وأطنب في تعظيمهم، وأحسن الثناء عليهم.''

(الکفایۃ فی علم الروایۃ، باب ماجاء فی تعدیل اللہ ورسولہ للصحابہؓ، ج:۱،ص:۱۸۰-۱۸۱، ط: مکتبۃ ابن عباسؓ)

ابن عبدالبر اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

......هم صحابته الحواريون الذين وعوها وأدوها ناصحين محسنين، حتى كمل بما نقلوه الدين، وثبتت بهم حجة الله تعالىٰ على المسلمين، فهم خير القرون، وخير أمة أخرجت للناس، ثبتت عدالة جميعهم بثناء الله عز وجل عليهم وثناء رسوله صلی اللہ علیہ وسلم ولا أعدل ممن ارتضاه الله لصحبة نبيه ونصرته، ولاتزكية أفضل من ذلك، ولاتعديل أكمل منه ...... عن زر بن حبيش، عن عبد الله بن مسعود، قال: "إن الله نظر في قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خير قلوب العباد فاصطفاه وبعثه برسالته، ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم، فوجد قلوب أصحابه خير قلوب العباد، فجعلهم وزراء نبيه يقاتلون عن دينه.''

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مقدمۃ المؤلف، ج:۱،ص:۱-۱۳، ط: دارالجیل، بیروت)

''منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر'' میں ہے:

''ولانذكر الصحابة) أي مجتمعين ومنفردين . (وفي نسخة: (ولانذكر أحدا من أصحاب رسول الله) إلا بخير. يعني وإن صدر من بعضهم بعض ما هو في

الصورة شرّ، فإنه إما كان عن اجتهاد ولم يكن على وجه فساد من إصرار وعناد، بل كان رجوعهم عنه إلى خير معاد بناء على حسن الظن بهم، ولقوله عليه الصلاة والسلام: "خير القرون قرني"، ولقوله عليه الصلاة والسلام: "إذا ذكر أصحابي فأمسكوه"، ولذٰلك ذهب جمهور العلماء إلى أن الصحابة رضي الله عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان وعلي وكذا بعدهما، ولقوله عليه الصلاة والسلام: "أصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم" رواه الدارمي وابن عدي وغيرهما۔'' (منح الروض الأزہر فی شرح الفقہ الاکبر، ملا علی قاریؒ، ص:۲۰۹-۲۱۰، طبع: دار البشائر الاسلامیہ)

یعنی ''ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ میں سے کسی ایک کا بھی خیر کے سوا تذکرہ نہیں کرتے۔''

''المسامرة شرح المسايرة'' میں ہے:

'' (واعتقاد أهل السنة) والجماعة (تزكية جميع الصحابة) رضي الله عنهم وجوباً، بإثبات العدالة لكل منهم، والكف عن الطعن فيهم، (والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالٰى عليهم) ۔'' (المسامرة شرح المسايرة في العقائد المنجية في الآخرة، ص:۲۶۵-۲۶۶، ط: المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے متعلق اہلِ سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ تمام صحابہؓ کو لازمی طور پر غیر مجروح قرار دیں، سب کو عادل مانیں اور تمام کے بارے میں زبانِ طعن سے احتراز کریں اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ اوصاف ومحامد کے مطابق تذکرۂ خیر ہی کریں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اہلِ حق کے نزدیک صحابہؓ میں سے کسی کی تحقیر وتنقیص جائز نہیں، بلکہ تمام صحابہؓ کو عظمت ومحبت سے یاد کرنا لازم ہے، کیونکہ یہی اکابر آنحضرت ﷺ اور امت کے درمیان واسطہ ہیں، امام اعظمؒ اپنے رسالہ ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں:

''ولانذكر الصحابةؓ) وفي نسخة: (ولانذكر أحدا من أصحاب رسول الله) إلا بخير.'' (شرح فقہ اکبر، ملا علی قاریؒ، ص:۸۵، طبع: مجتبائی ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ: ''اور ہم صحابہ کرامؓ کو (اور ایک نسخہ میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ میں سے کسی کو) خیر کے سوا یاد نہیں کرتے۔''

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدہ میں فرماتے ہیں:

''ونحب أصحاب رسول الله ﷺ، ولانفرط في حب أحد منهم، ولانتبرأ من أحد منهم، ونبغض من يبغضهم، وبغير الخير يذكرهم، ولانذكرهم إلا بخير، وحبهم دين وإيمان وإحسان، وبغضهم كفر ونفاق وطغيان۔'' (عقیدۃ الطحاوی،

ص:٦٦، طبع: ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

ترجمہ: ''اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے محبت رکھتے ہیں، ان میں سے کسی کی محبت میں افراط وتفریط نہیں کرتے اور نہ کسی سے براءت کا اظہار کرتے ہیں، اور ہم ایسے شخص سے بغض رکھتے ہیں جو اُن میں سے کسی سے بغض رکھے یا ان کو ناروا الفاظ سے یاد کرے۔ ان سے محبت رکھنا دین وایمان اور احسان ہے، اور ان سے بغض رکھنا کفر ونفاق اور طغیان ہے۔''

امام ابوزرعہ عبید اللہ بن عبد الکریم الرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۴ھ) کا یہ ارشاد بہت سے اکابر نے نقل کیا ہے کہ:

''إذا رأيت الرجل ينتقص أحدا من أصحاب رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم أنه زنديق، وذلک أن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عندنا حق، والقرآن حق، وإنما أدى إلينا هذا القرآن والسنن أصحاب رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم وإنما يريدون أن يجرحوا شهودنا ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم أولٰى وهم زنادقة.'' (مقدمہ ''العواصم من القواصم''ص:۳۴)

ترجمہ: ''جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک حق ہیں اور قرآن کریم حق ہے اور قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات ہمیں صحابہ کرامؓ ہی نے پہنچائے ہیں، یہ لوگ صحابہ کرامؓ پر جرح کرکے ہمارے دین کے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں، تاکہ کتاب وسنت کو باطل کردیں، حالانکہ یہ لوگ خود جرح کے مستحق ہیں، کیونکہ وہ خود زندیق ہیں۔''

......جس طرح کسی ایک نبی کی تکذیب پوری جماعت انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب ہے، کیونکہ دراصل یہ وحیِ الٰہی کی تکذیب ہے۔ ٹھیک اسی طرح کسی ایک خلیفہ راشد کی تنقیص خلفائے راشدینؓ کی پوری جماعت کی تنقیص ہے، کیونکہ یہ دراصل خلافتِ نبوت کی تنقیص ہے۔ اسی طرح جماعتِ صحابہؓ میں سے کسی ایک کی تنقیص وتحقیر پوری جماعت صحابہؓ کی تنقیص ہے، کیونکہ یہ دراصل صحبتِ نبوت کی تنقیص ہے۔ اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' اللّٰه اللّٰه في أصحابي ، لا تتخذوهم غرضا بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم، ومن أبغضهم فببغضى أبغضهم.'' (ترمذی، ج:۲،ص:۲۲۶)

ترجمہ: ''میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! ان کو میرے بعد ہدفِ ملامت نہ بنالینا، پس جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔''

خلاصہ یہ کہ ایک مسلمان کے لیے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت رکھنا اور انہیں خیر کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے، خصوصاً حضرات خلفائے راشدینؓ، جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نیابتِ نبوت کا منصب حاصل ہوا۔ اسی طرح وہ صحابہ کرامؓ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں محبّ ومحبوب ہونا ثابت ہے، ان سے محبت رکھنا حبِ نبوی کی علامت ہے۔ اس لیے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کو دین وایمان اور احسان سے تعبیر فرماتے ہیں اور ان کی تنقیص وتحقیر کو کفر ونفاق اور طغیان قرار دیتے ہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، صحابہؓ وصحابیاتؓ، ازواج مطہراتؓ اور صاحبزادیاںؓ، ج:۱،ص:۳۴۱-۳۴۴، مکتبہ لدھیانوی، کراچی)

نیز ایک دوسرے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

’’صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت میں بھی عادل ہیں اور اپنے اعمال میں بھی۔ ان سے اگر کوئی لغزش ہوئی تو یا تو اجتہادی خطا ہے، جس پر وہ ماجور ہیں، یا اگر کبھی گناہ ہوا، تو انہوں نے اس سے فوراً توبہ کرلی، اور ایسا گناہ جس کے بعد فوراً توبہ کرلی جائے عدالت کے منافی نہیں۔ بہرحال ان کی تقلید کا اور ان پر تنقید نہ کرنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرتے ہیں، وہ اہل سنت سے نہیں ہیں۔‘‘

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ’’تمام صحابہؓ عادل ہیں‘‘ کا مطلب، ج:۱،ص:۳۹۵، مکتبہ لدھیانوی)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
ابوبکر سعید الرحمٰن	محمد انعام الحق	محمد حذیفہ رفیق
الجواب صحیح	الجواب صحیح	متخصص فقہ اسلامی
محمد داؤد	رفیق احمد	جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

القلم کمپوزنگ سینٹر
عربی سے اردو ترجمہ بھی کیا جاتا ہے
رابطہ نمبر: 0313-1202667
مندرجہ ذیل کاموں کے لیے رابطہ کریں:
1 کتابوں کی پروف ریڈنگ اور تصحیح
2 معیاری اردو اور عربی کمپوزنگ
3 کتابوں کی ترتیب اور سیٹنگ